اسلام میں
عیدِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی حیثیت
علامہ محمد سعید احمد مجددی
www.jannatikaun.com

اسلام میں
عیدِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی حیثیت
مع ترجمہ: حجرہ نبوی کے اندر نقش نعتیں
علامہ محمد سعید احمد مجددی

حرف اول

زیر نظر کتاب اسلام میں عید میلاد النبی ﷺ کی حیثیت شیخ طریقت حضرت علامہ ابو البیان محمد سعید احمد مجددی مدظلہ العالی بانی و امیر اعلیٰ عالمی ادارہ تنظیم الاسلام کے بحر ذخار سے چھلکے ہوئے وہ گوہر تابدار ہیں جن میں قرآن وسنت، آثار صحابہ وتابعین اور اقوال سلف صالحین کی روشنی میں مسئلہ میلاد شریف کی اسلامی حیثیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ تحریر میں سادگی، سنجیدگی ومتانت اور علم ووقار کا پہلو غالب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی بھی مکتب فکر کتاب میں پیش کردہ حوالہ جات ودلائل کی تغلیط یا تردید نہیں کرسکا۔ جو کہ مسلک اہلسنت کی حقانیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ والحمد للہ علی ذالک

محترم قارئین! اگر اس کتابچہ میں کوئی خوبی وکمال پائیں تو ہماری دنیا وعاقبت کے لئے دعائے خیر فرمائیں۔ اگر کوئی متن یا پروف ریڈنگ کی غلطی پائیں تو دامن عفو میں جگہ دیتے ہوئے ادارہ کو مطلع کریں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اسکی اصلاح وازالہ کیا جاسکے۔

آخر میں قارئین کرام کی خدمت میں استدعا ہے کہ شارح مکتوبات امام ربانی حضرت علامہ ابو البیان محمد سعید احمد مجددی مدظلہ کی شفائے کاملہ، صحت عاجلہ اور درازی عمر کے لیے دعا فرمائیں تاکہ البینات شرح مکتوبات پایہ تکمیل تک پہنچ سکے اور جلد از جلد چھپ کر منظر عام پر آسکے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔

اللھم آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلوۃ والتسلیم

شعبہ نشر واشاعت

عالمی ادارہ تنظیم الاسلام

مرکزی سیکرٹریٹ

مرکزی جامع مسجد نقشبندیہ 121- بی ماڈل ٹاؤن

گوجرانوالہ۔ پاکستان 41160-431-92+:☎

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

قرآن حکیم کی روشنی میں دن منانے کی حیثیت و اہمیت

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ ....الخ (پ۱۳ ع ۱۲)

"اس آیت میں رب تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو وہ دن یاد دلاؤ جن میں اللہ تعالیٰ نے ان پر نعمتیں نازل فرمائیں۔"

معلوم ہوا کہ نعمتیں ملنے کے دنوں کو یادگار کے طور پر منانا حکم خداوندی ہے۔ یوں تو سب دنوں اور راتوں کو اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا فرمایا ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ اس آیت میں جن دنوں کا خاص طور پر منانے اور ان کی یاد دلانے کا حکم دیا گیا ہے وہ کون سے دن ہیں؟

مفسرین امت نے فرمایا کہ اَيّٰمُ اللّٰهِ سے مراد وہ دن ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر انعامات فرمائے۔ (تفسیر ابن عباس، ابن جریر، خازن، مدارک وغیرہا)

کوئی بھی مسلمان اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ حضور سرور کائنات ﷺ عالمین کے لیے رحمت بھی ہیں اور نعمت بھی"

⊙ رحمت کی دلیل تو یہ آیت ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (پ۱۷ ع ۷)

ترجمہ: "اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر رحمت بنا کر تمام جہانوں کے لیے"

⊙ آپ کے نعمت ہونے کی دلیل یہ آیت ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا ط (پ۱۳ ع ۱۷)

ترجمہ: کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے بدلا اللہ کی نعمت کو کفر کرتے ہوئے؟

اس آیت کی تفسیر میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

نِعْمَةُ اللّٰهِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: "اللہ کی نعمت سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں"

جب ثابت ہوا کہ آپ رحمت بھی اور نعمت بھی ہیں تو اللہ کی رحمت اور اللہ کی نعمت کے حصول پر ان دنوں میں شکر ادا کرنا، اظہار خوشی کرنا اور لوگوں کو ان دنوں کی عظمت و تاریخ سے آگاہ کرنا اور یاد منانا بھی قرآن مجید سے ثابت ہے ملاحظہ فرمائیں۔

پہلی آیت قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ط (پ۱۱ ع ۱۱)

ترجمہ: "اے محبوب: لوگوں سے فرما دیجئے کہ اللہ کے فضل اور اسکی رحمت کے ملنے پر چاہیے کہ وہ خوشی کریں، وہ بہتر ہے اس سے جو وہ جمع کرتے ہیں۔"

اس آیت میں فضل و رحمت کے حصول پر خوشی منانے اور مال خرچ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

دوسری آیت وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ط (پ۳۰ ع ۱۸)

ترجمہ: "(اے محبوب ﷺ) اپنے رب کی نعمت خوب بیان کرو (یعنی عام چرچا کرو)۔"

اس آیت میں اللہ کی نعمت کا ذکر عام کرنے اور خوب چرچا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

تیسری آیت وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ط (پ۴ ع ۲)

ترجمہ: ''اور ذکر کرو اللہ کی نعمت کا جو تم پر ہوئی''

جب حضور ﷺ بلاشبہ اللہ کی نعمت ہیں تو آپ کی تشریف آوری کا اجتماعی یا انفرادی طور پر ذکر کرنا' قرآن حکیم سے ثابت ہوا' اور اسی عمل کا نام محفل میلاد ہے۔

بحمدہ تعالیٰ ان مندرجہ بالا آیات مقدسہ کی روشنی میں یہ امر بخوبی واضح ہو گیا کہ رحمتوں اور نعمتوں کے ملنے کے دن' اللہ کے خاص دن ہوتے ہیں' لہذا ان دنوں کی یاد تازہ کرنا حکم الٰہی کے عین مطابق ہے۔ اس لیے نعمت ملنے پر اس کا چرچا کرنا چاہیے۔ ثابت ہوا کہ رحمت ملنے پر خوشی منانا اور مال خرچ کرنا چاہیے نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی تمام رحمتوں میں سے بڑی رحمت اور تمام نعمتوں میں سے اعلیٰ ترین نعمت ہیں۔

لہذا آپ کی تشریف آوری (میلاد) کا دن منانا اور اس دن ہر جائز خوشی کا اظہار کرنا' یہ قرآنی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔ آمد محبوب خدا اور ظہور ذات مصطفیٰ ﷺ پر جتنی بھی خوشی منائی جائے کم ہے اور قرآن مجید کے احکام پر عمل کرنا بدعت نہیں' برکت ہے۔

احادیث مقدسہ کی روشنی میں دن منانے کی حیثیت و افادیت

حضور ﷺ کی ولادت پر خوشی منانے سے کافر کو بھی فائدہ ہوتا ہے۔

پہلی حدیث بخاری شریف میں ہے۔

فَلَمَّا مَاتَ اَبُوْلَهَبٍ اُرِيَهٗ بَعْضُ اَهْلِهٖ بِشَرِّ حِيْبَةٍ قَالَ لَهٗ مَاذَا لَقِيْتَ قَالَ اَبُوْلَهَبٍ لَمْ اَلْقَ بَعْدَكُمْ غَيْرَ اَنِّيْ سُقِيْتُ فِيْ هٰذِهٖ بِعِتَاقَتِيْ ثُوَيْبَةَ ط (بخاری جلد دوم ص ۷۶۴)

ترجمہ: ''جب ابولہب مر گیا تو اس کے بعض اہل (حضرت عباس رضی اللہ عنہ) نے اس

کو خواب میں بہت برے حال میں دیکھا تو پوچھا تجھ پر کیا گزری؟ ابولہب نے کہا تم سے جدا ہو کر مجھے کوئی خیر نہیں ملی سوائے اس کے کہ میں سیراب کیا جاتا ہوں کلمہ کی انگلی سے" (پیر کے دن) کہ اس دن میں نے اس انگلی سے (حضور ﷺ کی پیدائش کی خوشی میں) ثویبہ (لونڈی) کو آزاد کیا تھا"

اسی حدیث کو علامہ بدرالدین عینی نے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری (طبع جدید) جلد ۲ صفحہ نمبر ۹۵ پر نقل فرمایا ہے۔ یہی حدیث خصائص کبریٰ جلد اول میں موجود ہے۔ نیز اسی حدیث کو امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے الحاوی للفتاوی جلد اول صفحہ ۱۹۶ پر نقل کیا ہے۔

اسی طرح علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری نے مختلف اقوال نقل فرما کر آخر میں اپنے قول سے بھی تائید فرمائی۔ (فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۱۱۹)

غور فرمائیے ! ابولہب ایسا سخت کافر تھا جس کی مذمت میں قرآن کی پوری سورۃ تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ؕ نازل ہوئی۔ وہ کافر تھا ہم مومن ہیں، وہ دشمن تھا ہم غلام ہیں، اس نے رسول اللہ ﷺ کے میلاد کی خوشی نہیں کی تھی بلکہ اپنے بھتیجے کی خوشی کی تھی اور ہم رسول اللہ ﷺ کے میلاد کی خوشی کرتے ہیں۔ جب دشمنوں اور کافروں کو میلاد کی خوشی کرنے سے اتنا فائدہ پہنچ سکتا ہے تو مومنوں اور غلاموں کو کتنا فائدہ پہنچے گا؟

(فافھم وتدبر)

حدیث مذکورہ بالا سے میلاد کے دن کی اہمیت اور اس دن خوشی منانے کی افادیت ظاہر ہوئی۔ (فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ ؕ)

دوسری حدیث حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سرور عالم ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودیوں کو عاشورہ (دس محرم) کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھ کر پوچھا تم عاشورے کا روزہ کیوں رکھتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ دن ہمارے نزدیک نہایت مقدس و بابرکت ہے کہ اس

دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم (بنی اسرائیل) کو فرعون اور اس کی قوم کے ظلم سے نجات دلا کر فتح نصیب فرمائی تھی اس لئے ہم اس دن کو ''یادگار فتح ونجات'' سمجھتے ہیں اور تعظیماً اس دن کا روزہ رکھتے ہیں۔ان کے اس جواب پر حضور سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

فَنَحْنُ اَحَقُّ بِمُوْسٰی مِنْکُمْ فَصَامَهٗ وَاَمَرَ بِصِیَامِهٖ الخ

(بخاری، مسلم، ابوداؤد)

ترجمہ: پس ہم تم سے زیادہ حقدار ہیں، موسیٰ علیہ السلام کی فتح ونجات کا دن منانے کے پس حضور اکرم ﷺ نے خود بھی روزہ رکھا اور صحابہ کو بھی اس دن روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔

غور فرمائیے: عاشورے کا دن بنی اسرائیل کے نزدیک بھی مبارک اور حضور ﷺ کے نزدیک بھی مبارک۔بنی اسرائیل اس دن کی سالانہ یادگار منائیں، تعظیم کریں تو حضور ﷺ اس کو بدعت نہ فرمائیں، بلکہ خود بھی منائیں اور صحابہ کو بھی منانے کا حکم فرمائیں۔جس دن (یوم عاشورہ) بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات ملی، اگر وہ دن منانا جائز ہے تو جس دن (یوم میلاد) بنی نوع انسان کو کفر وشرک اور ظلم وستم سے نجات ملی، وہ دن منانا کس طرح بدعت ہوسکتا ہے؟

مندرجہ بالا دو حدیثوں سے ثابت ہوا کہ

مقدس دنوں کی یاد منانا سنت ہے، مستحب ہے، امر مستحسن اور مندوب ہے۔

اس کو بدعت کہنا سراسر زیادتی اور بے انصافی ہے۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں صحابہ کرام وسلف صالحین کے اقوال واعمال سے یوم میلاد منانا، محافل کرانا ذکر مصطفیٰ ﷺ کے چرچے کرنا ثابت ہے

میلاد اور قرآن حکیم

سب سے پہلے انبیاء کرام کی محفل میں (روز میثاق) حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری کا ذکر خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا (ملاحظہ ہو)

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَاۤ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاۤءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ الخ (پ ۳ ع ۱۷)

ترجمہ: اور (یاد کرو) جب اللہ نے نبیوں سے عہد لیا کہ جو کچھ دیا میں نے تم کو کتاب اور حکمت سے اور پھر آئے تمہارے پاس عظمت والا رسول، جو تصدیق کرنے والا ہو اس کی جو تمہارے ساتھ ہے، تو تم اس پر ضرور ایمان لاؤ گے اور اس کی ضرور مدد کرو گے۔

ثُمَّ جَاۤءَكُمْ رَسُوْلٌ کے الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری کا ذکر فرمایا۔

معلوم ہوا کہ ذکر مصطفیٰ ﷺ کی پہلی محفل "**محفل انبیاء**" ہے جس میں ذکر میلاد کرنے والا اللہ تعالیٰ اور سننے والے انبیاء کرام تھے۔

اسی طرح انبیاء و مرسلین علیہم السلام اپنے اپنے دور میں حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری کے تذکرے فرماتے رہے یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت کی محفل عام میں حضور اکرم ﷺ کی آمد (ولادت) کا یوں چرچا فرمایا۔

وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ (پ ۲۸ ع ۹)

ترجمہ: اے لوگو! میں بشارت دیتا ہوں تم کو اس رسول کی جو میرے بعد تشریف لانے والا ہے جن کا نام پاک احمد ﷺ ہے۔

آپ کی آمد کا ذکر قرآن میں خود اللہ تعالیٰ نے بایں طور فرمایا۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ پ ۱۱ ع ۵

ترجمہ: بیشک آ گئے تمہارے پاس تم میں سے وہ رسول، جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے، جو تمہارے خیر خواہ ہیں، مؤمنوں پر بہت زیادہ مہربان اور رحیم ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں اس آیت میں لَقَدْ جَآءَكُمْ کے جملے میں ولادت کا ذکر ہے اور مِنْ اَنْفُسِكُمْ کے لفظوں میں آپ کا نسب شریف اور خاندان کا بیان فرمایا گیا اور عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ میں آپ کے فضائل، خصائل اور سیرت مقدسہ کا تذکرہ موجود ہے۔

بحمدہ تعالیٰ محفل میلاد شریف میں ہم یہی کچھ بیان کرتے ہیں جو کچھ قرآن مجید میں خود اللہ رب العزت نے بیان فرمایا۔

ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کی آمد کے تذکرے اور ذکر مصطفیٰ ﷺ کے چرچے کرنے اور محافل میلاد منعقد کروانے کی اصل، قرآن کریم سے ثابت ہے۔ اس عمل کو بدعت کہنے والے عبرت حاصل کریں۔ "فاعتبروا یا اولی الابصار"

میلاد النبی ﷺ اور حدیث

خود حضور ﷺ نے اپنا میلاد منایا

پہلی حدیث حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ ہر سوموار کے دن روزہ رکھا کرتے تھے۔

سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ فَقَالَ فِيْهِ وُلِدْتُ وَفِيْهِ اُنْزِلَ عَلَيَّ وَحْيٌ (مشکوٰۃ کتاب الصوم)

ترجمہ: حضور اکرم ﷺ سے پیر کے دن کے روزے کے متعلق پوچھا گیا تو

آپ ﷺ نے فرمایا اسی دن میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر وحی کی ابتداء ہوئی۔

الحمدللہ! اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

1. پیر کا روزہ اس لئے سنت ہے کہ یہ دن حضور ﷺ کی ولادت شریفہ کا دن ہے
2. حضور ﷺ نے پیر کے روزے کا اہتمام فرما کر خود اپنی ولادت کی یاد منائی
3. امت کے لیے یوم ولادت کی اہمیت وفضیلت ظاہر فرمائی۔
4. دن مقرر کر کے یادگار منانا سنت نبوی ﷺ ہے۔
5. ولادت کی خوشی میں ''عبادت'' کرنا سنت ہے۔

(عبادت خواہ بدنی ہو جیسے روزہ اور نوافل) خواہ مالی ہو (جیسے صدقہ' خیرات وتقسیم شیرینی وغیرہ)

غرضیکہ حضور ﷺ کے میلاد کی خوشی منانا' جائز طریقے سے مال خرچ کرنا' اظہار شکر کے لیے دعا' عبادت' تلاوت' نعت وغیرہ سب مستحسن امور ہیں۔

دوسری حدیث فَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ اَنَا (مشکوۃ باب فضائل سید المرسلین)

ترجمہ: سرور دوعالم ﷺ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا بتاؤ میں کون ہوں؟ سب نے عرض کیا آپ اللہ کے رسول ہیں (ﷺ)۔ فرمایا میں محمد ہوں' عبداللہ کا بیٹا ہوں' عبدالمطلب کا پوتا ہوں۔ اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے اچھے گروہ میں پیدا کیا (یعنی انسان بنایا)' انسانوں میں دو گروہ پیدا کئے (عرب وعجم) اور مجھے اچھے گروہ (عرب) سے بنایا' پھر عرب میں کئی قبیلے بنائے اور مجھ کو سب سے اچھے قبیلے (قریش) میں بنایا پھر قریش میں کئی خاندان بنائے اور مجھ کو سب سے اچھے خاندان (بنوہاشم) میں پیدا کیا۔ پس میں ذاتی طور پر بھی سب سے اچھا ہوں اور خاندانی لحاظ سے بھی سب سے اچھا ہوں۔

تیسری حدیث حضور ﷺ نے صحابہ کرام کی محفل میں اپنا میلاد یوں سنایا'

سَأُخْبِرُكُمْ بِأَوَّلِ أَمْرِيْ دَعْوَةُ إِبْرَاهِيْمَ وَبِشَارَةُ عِيْسٰى وَرُؤْيَا أُمِّيَ الَّتِيْ رَأَتْ حِيْنَ وَضَعَتْنِيْ وَقَدْ خَرَجَ لَهَا نُوْرٌ أَضَاءَ لَهَا مِنْهُ قُصُوْرُ الشَّامِ الخ

(مشکوۃ باب فضائل سید المرسلین فصل ثانی ص ۵۱۳)

ترجمہ: یعنی میں تم کو اپنے ابتدائی معاملات کی خبر دیتا ہوں۔ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خوشخبری ہوں اور میں اپنی والدہ کا وہ چشم دید منظر ہوں جو انہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا تھا کہ انکے جسم پاک سے ایک ایسا نور نکلا جس کی روشنی میں انہیں شام کے محلات نظر آ گئے۔

ثابت ہوا : کہ حضور ﷺ نے صحابہ کے اجتماع میں خود اپنی محفل میلاد منعقد فرمائی اور اپنی ولادت' اپنا حسب نسب و اپنی خاندانی شرافت اور طہارت و ولادت کا بیان فرما کر اپنی امت کو بھی میلاد منانے کی ترغیب دلائی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی حضور ﷺ کا میلاد پڑھتے اور مناتے تھے۔

پہلی حدیث حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور عرض کیا کہ مجھے حضور ﷺ کی وہ نعت سناؤ جو توراۃ میں ہے تو انہوں نے پڑھ کر سنائی۔

قُلْتُ أَخْبِرْنِيْ عَنْ صِفَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّوْرَاةِ قَالَ أَجَلْ الخ (مشکوۃ باب فضائل سید المرسلین فصل اول)

دوسری حدیث حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی

شان میں نعتیہ قصیدے لکھے اور پڑھے، حضور ﷺ نے ان پر اظہار خوشنودی فرمایا اور ان کے لیے یوں دعا مانگی۔ اَللّٰھُمَّ اَیِّدْہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ

ترجمہ: اے اللہ (حسان) کی مدد فرما روح القدس کے ساتھ۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے نعتیہ قصیدہ کے دو اشعار درج ذیل ہیں۔

وَاَحْسَنُ مِنْکَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَیْنِیْ
وَاَجْمَلُ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ
کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ

ان نعتیہ اشعار میں حضور ﷺ کی ولادت اور بے عیب خلقت کا ذکر ہے۔ گویا یہ قصیدہ میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر ہے۔

تیسری حدیث حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے قصیدے میں حضور ﷺ کا میلاد پڑھا قصیدے کے آخری دو شعر ملاحظہ ہوں

وَاَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ اَشْرَقَتِ
الْاَرْضُ وَضَاءَتْ بِنُوْرِکَ الْاُفُقُ
فَنَحْنُ فِیْ ذَالِکَ الضِّیَاءِ وَفِی
النُّوْرِ وَسُبُلَ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ (کمافی التنویر)

ترجمہ: یارسول اللہ ﷺ! جب آپ کی ولادت ہوئی تو آپ کے نور سے تمام زمین روشن ہوگئی اور آپ کے نور سے تمام آسمانی فضائیں پرنور ہوگئیں پس ہم اسی نور میں رشد و ہدایت کے راستوں پر چل رہے ہیں۔

چوتھی حدیث حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت قباث رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ عمر میں بڑے ہیں یا نبی اکرم ﷺ۔ تو انہوں نے جواب دیا "رسول اللہ ﷺ اَکْبَرُ مِنِّیْ وَاَنَا اَقْدَمُ فِی الْمِیْلَادِ یعنی بڑے تو

حضور ﷺ ہی ہیں اور میں میلاد النبی سے پہلے ہوں۔ (ترمذی حصہ دوم باب ماجآء فی میلاد النبی)

اسی طرح دیگر صحابہ کرام بھی وقتاً فوقتاً ذکر ولادت رسول ﷺ کرتے رہے اسی چیز کا نام محفل میلاد ہے۔

میلاد منانا ہمیشہ سے امت کے جلیل القدر بزرگوں کا معمول رہا ہے۔

⊙ حضرت شیخ شہاب الدین احمد قسطلانی (شارح بخاری) مواہب الدنیہ (جلد اول ص ۷۶ مطبوعہ مصر) میں تحریر فرماتے ہیں۔

وَلَا زَالَ اَهْلُ الْاِسْلَامِ يَحْتَفِلُوْنَ بِشَهْرِ مَوْلِدِهٖ ﷺ

ترجمہ حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں اہل اسلام ہمیشہ سے محافل میلاد منعقد کرتے چلے آئے ہیں۔

⊙ امام قسطلانی اور ان کی اس کتاب کے متعلق حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

"ان کا وعظ سننے کے لیے دنیا سمٹتی تھی وہ اپنے وقت کے بے نظیر عالم تھے چنانچہ مواہب اللدنیہ انہی کی تصنیف ہے جو اپنے باب میں لاثانی ہے۔

(بستان المحدثین ص ۳۶۸)

میلاد کے متعلق امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا فرمان

"دیگر درباب مولودخوانی اندراج یافته بود' درنفس قرآن خواندن بصوت حسن ودرقصائد نعت ومنقبت خواندن چه مضائقه است؟" (مکتوبات شریفہ دفتر سوم مکتوب ۷۲)

نیز آپ نے مولود خوانی کے بارے میں لکھا تھا تو محفل میلاد میں اچھی آواز سے قرآن پڑھنے اور نعت ومنقبت کے قصیدے پڑھنے میں کیا مضائقہ ہے؟

حضرت قبلہ پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمتہ گولڑوی کا فتویٰ

حضرت گولڑوی اپنے ایک فتویٰ میں فرماتے ہیں۔

''مسلمانوں کے لیے خوشی میلاد (جلوس وغیرہ) جائز ہے۔ (فتاوے مہریہ ص ۱۸)

علماء دیوبند کے پیرو مرشد
حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمتہ کا فیصلہ

مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں۔ (کلیات امدادیہ فیصلہ ہفت مسئلہ)

فرمایا کہ میلاد شریف تمامی اہل حرمین کرتے ہیں۔ اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے۔ (شمائم امدادیہ ص ۴۷)

میلاد کے متعلق
حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمتہ کا عقیدہ و عمل

⊙ حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمتہ کے متعلق حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمتہ نے اپنے ایک مکتوب میں یہ اظہار خیال فرمایا ہے کہ'

آپ کا وجود' ضعف اسلام کے زمانے میں اہل اسلام کے لیے غنیمت ہے

⊙ نیز مخالفین کے پیشوا **اشرف علی تھانوی** افاضات یومیہ میں لکھتے ہیں کہ

''حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمتہ بہت بڑے شیخ ہیں۔ ظاہر کے بھی باطن کے بھی۔''

⊙ اب حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا عقیدہ میلا دشریف کے بارے میں ملاحظہ فرمائیں۔

وَلَا زَالَ اَهْلُ الْاِسْلَامِ يَحْتَفِلُوْنَ بِشَهْرِ مَوْلِدِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الخ (مَاثَبَتَ بِالسُّنَّةِ ص)

ترجمہ: اور اہل اسلام ہمیشہ میلاد کے مہینے میں محفلیں منعقد کرتے رہے۔

⊙ مدارج النبوت جلد دوم میں ابولہب کے لونڈی آزاد کرنے کے واقعہ کو بیان فرما کر فرماتے ہیں۔

"دریں جاسند یست مر اہل موالیدرا کہ درشب میلاد سرور کنند وبذل اموال نما یند .... الخ

یعنی اس واقعہ میں میلاد منانے والوں کے لیے سند اور دلیل ہے جو کہ حضور ﷺ کی شب ولادت میں خوشی مناتے اور مال خرچ کرتے ہیں۔

⊙ حضرت شیخ محقق اپنی کتاب "اخبار الاخیار" کے آخر میں بارگاہ خداوندی میں مناجات کرتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں۔

دعا

ترجمہ: "اے اللہ میرا کوئی عمل ایسا نہیں جسے آپ کے دربار میں پیش کرنے کے لائق سمجھوں، میرے تمام اعمال میں فسادنیت موجود رہتا ہے۔ البتہ مجھ فقیر کا ایک عمل تیری ذات پاک کی عنایت کی وجہ سے بہت شاندار ہے اور وہ یہ ہے کہ مجلس میلاد کے موقعہ پر میں کھڑے ہو کر سلام پڑھتا ہوں۔ (اخبار الاخیار مترجم صفحہ ۶۲۴)

(اخبار الاخیار فارسی صفحہ ۳۲۰)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا مکاشفہ

آپ فرماتے ہیں کہ،

میں مکہ معظمہ میں میلاد کے روز حضور ﷺ کے مولد مبارک میں تھا۔ اس وقت لوگ آپ پر درود شریف پڑھتے تھے اور آپ کی ولادت کا ذکر کرتے اور وہ معجزات بیان کرتے تھے جو آپ کی ولادت کے وقت ظاہر ہوئے تھے۔ میں نے اس

مجلس میں انوار و برکات دیکھے۔

فَتَأَمَّلْتُ تِلْكَ الْاَنْوَارَ فَوَجَدْتُهَا مِنْ قِبَلِ الْمَلَائِكَةِ الْمُتَوَكِّلِيْنَ بِاَمْثَالِ هٰذِهِ الْمُشَاهِدِ الخ

ترجمہ: پس میں نے تامل کیا تو معلوم ہوا کہ یہ انوار ان فرشتوں کے ہیں جو ایسی مجالس و مشاہد پر مقرر رہوتے ہیں۔ (فیوض الحرمین ص ۲۷)

قطب الواصلین حضرت شاہ احمد سعید نقشبندی مجددی دہلوی علیہ الرحمۃ کا فرمان

"مے فرمودند کہ خواندن مولود شریف وقیام نزدیک ذکر ولادت باسعادت مستحب است" (مقامات سعیدیہ ومناقب احمدیہ صفحہ ۱۲۵)

ترجمہ: آپ فرمایا کرتے تھے کہ میلاد شریف کا پڑھنا اور ولادت باسعادت کے ذکر کے وقت قیام کرنا مستحب ہے۔

قارئین کرام! غور فرمائیں

کہ میلاد شریف کا عمل، قرآن وسنت سے ثابت ہے۔ پھر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین، سلف صالحین، اولیاء کرام اور علماء و محدثین سے مسلسل میلاد منانا ثابت ہے

بعض غیر ذمہ دار حضرات کا یہ قول کہ "میلاد کے بانی عمر بن ملا محمد موصلی اور سلطان اربلی ہیں" حقیقت کے بالکل برعکس ہے۔

غور فرمائیے مندرجہ بالا اقتباسات کے پیش نظر یہ تمام بزرگان دین (میلاد شریف منانے والے) کیا مشرک وبدعتی تھے؟

تعجب ہے

محافل میلاد شریف قیام وسلام اور جلوس عید میلاد النبی ﷺ کو شرک وبدعت قرار دینے والے لوگ خدا سے ڈرتے کیوں نہیں؟ ان لوگوں کی طرف سے فحاشی، عیاشی

سینما بینی، رقص و سرود، سود و رشوت اور فرنگی تہذیب کے مہلک اثرات اور متعدی سیئات وبدعات کے خلاف کبھی کوئی موثر اقدام، اہتمام اور پمفلٹ وغیرہ دیکھنے میں نہیں آتا۔

مگر

شان رسالت، عظمت ولایت، ذکر ولادت اور مسلمانان اہل سنت سے ان کی دشمنی ونفرت کا یہ عالم ہے کہ جب عید میلاد النبی ﷺ کا مبارک موقعہ آتا ہے تو ان کی نام نہاد رگ توحید پھڑک اٹھتی ہے۔ اور

ستم ظریفی کی انتہا ہے کہ

- ان کے نزدیک جشن دار العلوم دیو بند تو جائز ہے لیکن جشن عید میلاد النبی ﷺ بدعت ہے۔
- یوم (مفتی) محمود تو جائز ہے، یوم مولود نا جائز ہے۔
- سیرت کے جلسے تو درست ہیں مگر ولادت کے جلسے درست نہیں۔
- آخر انہیں نبی کریم ﷺ کی عظمت وشان سے ضد کیوں ہے؟
- اپنے مولویوں کا استقبال وجلوس، سالانہ اجتماعات وکانفرنسیں، یوم عثمانی، یوم عطاء اللہ بخاری، احمد علی کی سالانہ برسی، کافرہ ومشرکہ اندرا گاندھی کی جشن دیوبند میں صدارت وتعظیم، گاندھی وکانگریس کے جلسوں وجلوسوں میں شرکت، مس فاطمہ جناح کے جلوس وجلسے اور قرآن وحدیث کے خلاف انہیں سربراہ مملکت بنانے کی کوششیں، دیوبند میں سابق صدر بھارت راجندر پرشاد کے "نعرے واستقبال اور نجد میں مرحبا نہرو رسول السلام" کے نعرے وجلوس (معاذاللہ)، یوم شوکت اسلام اور غلاف کعبہ کے جلوس، یہ سب جائز وعین توحید ہیں۔

مگر

پیارے محبوب، تاجدار مدینہ ﷺ کی تشریف آوری کی خوشی اور آپ کی عظمت وشوکت کے مظاہرے کے لیے منعقد ہونے والے تمام جلسے وجلوس بدعت

ونا جائز ہیں (وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ)

حالانکہ پاکستانی عوام اچھی طرح جانتے ہیں کہ بھٹو حکومت کے خلاف ’’قومی اتحاد‘‘ کے سلسلے میں تمام دیوبندی‘ اہلحدیث علماء و عوام عید میلاد کے جلسوں اور جلوسوں میں باقاعدہ شریک ہوتے رہے ہیں‘ ختمات شریفہ کی شیرینیاں کھاتے رہے‘ مزارات مقدسہ پر حاضریاں دیتے رہے‘ چادریں چڑھاتے رہے‘

کیا یہ سب کچھ بدعت اور ناجائز سمجھ کر کرتے رہے ہیں یا (اقتدار کے لالچ میں اپنا مسلک و عقیدہ بدل کر) جائز اور سنت سمجھ کر؟

ع الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

یوم ولادت اور یوم وصال کی تحقیق

مخالفین کی عادت ہے کہ تقریباً ہر سال عید میلاد النبی ﷺ کے مبارک و مسعود موقعہ پر مسلمانان اہل سنت کے خلاف غیظ و غضب کا اظہار شروع کر دیتے ہیں اور امن عامہ و استحکام ملکی کے خلاف‘ فتنہ و فساد کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔

اس سال (1984) عید قربان کے موقعہ پر گوجرانوالہ کے اہلحدیث حضرات کی طرف سے ایک پمفلٹ شائع کیا گیا‘ جس میں عید میلا النبی ﷺ کو شرک و بدعت قرار دیا گیا اس پمفلٹ میں کوئی خاص قابل ذکر بات تو موجود نہیں البتہ ایک مغالطہ دینے کی کوشش کی گئی ہے‘ جس کا جواب اور رد ہماری مذہبی ذمہ داری ہے۔

چنانچہ اس پمفلٹ میں سارا زور اس بات پر صرف کیا گیا ہے کہ

’’بارہ ربیع الاول...... باتفاق اہل اسلام‘ حضور ﷺ کا یوم وفات ہے نہ کہ یوم ولادت! چونکہ حضور کی وفات کے دن‘ صحابہ و اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین انتہائی غمزدہ تھے لہذا اس تاریخ کو خوشی کا اظہار کرنا‘ ان کے زخموں پر نمک پاشی کے

مترادف ہے۔"

گویا ان کے نزدیک بارہ ربیع الاول کا یوم ولادت ہونا مشکوک اور یوم وفات ہونا یقینی ہے۔

ہمارا جواب یہ ہے کہ!

⊙ تاریخ ولادت میں معمولی اختلاف کے باوجود، جمہور محققین و اکثر علمائے امت کے نزدیک حضور ﷺ کا یوم ولادت بارہ ربیع الاول ہی ہے اور اسی پر امت کا عمل و تعامل ہے اور امت کا تعامل بجائے خود دلیل ہے۔

⊙ چونکہ شریعت مطہرہ میں بطور شکریہ، یادگار و خوشی منانا جائز اور مستحسن ہے لیکن تین دن سے زیادہ سوگ منانا منع ہے۔ اسلئے اہل اسلام و علمائے امت نے ہمیشہ یوم ولادت منایا ہے بطور سوگ و غم یوم وفات منانا ہرگز ثابت نہیں ہوا۔

⊙ ہم حیات النبی کے قائل ہیں زندہ کا سوگ و غم منانا عقل و دیانت کے خلاف ہے اگر مخالفین کے نزدیک بارہ ربیع الاول ولادت کا نہیں بلکہ وفات کا دن ہے تو وہ یہ دن بطور یوم وفات ہی منالیا کریں۔ لیکن وہ بیچارے

نہ خدا ہی ملا، نہ وصال صنم

نہ ادھر کے رہے، نہ ادھر کے رہے

اب آیئے! آئمہ اسلام سے دریافت کریں کہ بارہ ربیع الاول حضور سید عالم نور مجسم احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی ولادت کا دن ہے یا وفات کا؟

پہلے یوم وفات کے بارے میں تحقیق ملاحظہ فرمائیں۔

قول اول

وفات رسول ﷺ یکم ربیع الاول کو ہوئی

قَالَ یَعْقُوْبُ ابْنُ سُفْیَانَ عَنْ یَحْیٰی بْنِ بُکَیْرٍ عَنِ اللَّیْثِ

اِنَّہٗ قَالَ تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ لَیْلَۃً خَلَتْ مِنْ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ

ترجمہ: روایت کیا یعقوب بن سفیان نے یحییٰ بن بکیر سے انہوں نے لیث سے انہوں نے کہا کہ وفات پائی رسول پاک ﷺ نے پیر کے دن ربیع الاول کی پہلی رات گزرنے پر۔

وَقَالَ فَضْلُ ابْنُ دُکَیْنٍ تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ مُسْتَہَلَّ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ

ترجمہ: کہا فضل ابن دکین نے وفات پائی رسول خدا ﷺ نے ربیع الاول کا چاند چڑھتے ہی پیر کے دن۔ (البدایہ والنہایہ)

قول دوم

وفات رسول ﷺ دو ربیع الاول کو ہوئی

قَالَ الْبَیْہَقِیُّ اَنْبَأَنَا اَبُوْعَبْدِ اللّٰہِ الْحَافِظُ قَالَ اَنْبَأَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ (اِلٰی اٰخِرِ السَّنَدِ) وَکَانَ اَوَّلُ یَوْمِ مَرَضِہٖ یَوْمَ السَّبْتِ وَکَانَتْ وَفَاتُہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ لِلَیْلَتَیْنِ خَلَتَا مِنْ شَہْرِ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ

ترجمہ: کہا امام بیہقی نے ہمیں ابوعبداللہ حافظ نے خبر دی انہوں نے کہا ہمیں احمد بن حنبل نے خبر دی (سند کے آخر تک) اور پہلے دن جب حضور ﷺ بیمار ہوئے ہفتے کا دن تھا اور آپ کی وفات پیر کے دن ربیع الاول کی دو راتیں گزرنے پر ہوئی۔

(البدایہ والنہایہ)

قَالَ الْوَاقِدِیُّ وَقَالَ سَعْدُ بْنُ زُہْرِیْ تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ لِلَیْلَتَیْنِ خَلَتَا مِنْ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ (وَرَوَاہُ الْوَاقِدِیُّ عَنْ اَبِیْ مَعْشَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ قَیْسٍ)

ترجمہ: کہا واقدی نے اور کہا سعد بن زہری نے کہ وفات پائی رسول ﷺ نے پیر کے دن ربیع الاول کی دو راتیں گزرنے پر۔

قول سوم

وفات رسول ﷺ دس ربیع الاول کو ہوئی

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَمَاتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ لِعَشْرٍ خَلَوْنَ مِنْ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ (البدایہ والنہایہ)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فوت ہوئے رسول اللہ ﷺ پیر کے دن ربیع الاول کے دس دن گزرنے پر۔

قول چہارم

وفات رسول ﷺ بارہ ربیع الاول کو ہوئی

- وفات رسول ﷺ بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔ یہ قول محمد ابن اسحاق کا ہے۔

(البدایہ والنہایہ جلد پنجم صفحہ ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶)

مذکورہ بالا آئمہ اسلام کے اقوال آپ نے ملاحظہ فرمائے جن میں وفات رسول ﷺ کے متعلق بعض ائمہ نے فرمایا کہ تاریخ وفات، یکم ربیع الاول ہے۔ بعض ائمہ نے فرمایا تاریخ وفات دو ربیع الاول ہے۔ بعض ائمہ نے فرمایا کہ تاریخ وفات دس ربیع الاول کو ہوئی۔

- محمد بن اسحاق کی ایک روایت میں وفات رسول ﷺ بارہ ربیع الاول کو بیان کی گئی ہے۔
- مخالفین کہتے ہیں کہ اہل اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وفات رسول ﷺ بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔

⊙ لیکن روایات بالا پڑھ کر آپ کو معلوم ہو چکا ہو گا کہ صرف ایک روایت میں بارہ ربیع الاول کو تاریخ وفات بتائی گئی ہے۔ اور آٹھ روایات اس کے برعکس ہیں۔

⊙ اب آخر میں مشہور سیرت نگار امام ابو القاسم سہیلی علیہ الرحمۃ کا فیصلہ سنیئے۔ آپ فرماتے ہیں

لَا يُتَصَوَّرُ وُقُوعُ وَفَاتِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ ثَانِي عَشَرَ رَبِيعِ الْاَوَّلِ مِنْ سَنَةِ اِحْدٰى عَشَرَ وَذٰلِكَ لِاَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَفَ فِي حَجَّةِ الْوِدَاعِ سَنَةَ عَشَرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَكَانَ اَوَّلُ ذِي الْحَجَّةِ يَوْمَ الْخَمِيْسِ فَعَلٰى تَقْدِيْرِ اَنْ تُحْسَبَ الشُّهُوْرُ تَامَّةً اَوْ نَاقِصَةً اَوْ بَعْضُهَا تَامٌّ وَبَعْضُهَا نَاقِصٌ لَا يُتَصَوَّرُ اَنْ يَكُوْنَ يَوْمُ الْاِثْنَيْنِ ثَانِي عَشَرَ رَبِيعِ الْاَوَّلِ

ترجمہ: یعنی حضور ﷺ کی وفات بارہ ربیع الاول کو کسی صورت میں بھی صحیح نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ امر مسلم ہے کہ حضور ﷺ کی وفات ربیع الاول ۱۱ھ بروز سوموار ہوئی اور ۱۰ھ کا حج یعنی حجۃ الوداع بروز جمعہ ہوا۔

پس اس حساب سے ذی الحجہ کی پہلی تاریخ بروز خمیس (جمعرات) بنتی ہے۔ اس سے آگے ربیع الاول تک تمام مہینے تیس دن کے شمار کریں یا انتیس دن کے۔ یا بعض تیس کے اور بعض انتیس کے، کسی صورت میں بھی بارہ ربیع الاول کو سوموار کا دن ہو ہی نہیں سکتا۔

پس روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ حضور ﷺ کی وفات ربیع الاول کی اور جونسی تاریخ میں بھی ہو، بارہ ربیع الاول کو ہرگز نہیں کیونکہ یہ کسی بھی حساب سے درست نہیں۔

بارہ ربیع الاول یوم وفات نہیں ہے

چنانچہ علماء دیوبند کے پیشوا اشرف علی تھانوی نشر الطیب صفحہ ۲۰۳ پر رقم طراز ہیں۔

''اور وفات آپکی شروع ربیع الاول سنہ دس ہجری روز دوشنبہ کو قبل زوال یا بعد زوال آفتاب ہوئی'' اس کے بعد حاشیے پر لکھا ہے۔

اور تاریخ کی تحقیق نہیں ہوئی اور بارہویں جو مشہور ہے وہ حساب درست نہیں ہوتا کیونکہ اس سال ذی الحجہ کی نویں جمعہ کی تھی اور یوم وفات دوشنبہ ثابت ہے پس جمعہ کو نویں ذی الحجہ ہو کر بارہ ربیع الاول دوشنبہ کو کسی طرح نہیں ہو سکتی۔''

⊙ اس تحقیق کی روشنی میں مخالفین کا یہ کہنا غلط ثابت ہوا کہ بارہ ربیع الاول کو حضور ﷺ کی وفات کی وجہ سے صحابہ کرام غمزدہ تھے۔

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ بارہ ربیع الاول بالاتفاق یوم وفات نہیں ہے۔ البتہ بارہ ربیع الاول کے یوم ولادت ہونے پر امت کی اکثریت متفق ہے۔ جمہور محققین، مورخین اور امت کی اکثریت کا اتفاق ہے کہ یوم ولادت، بارہ ربیع الاول روز دوشنبہ (سوموار) ہے۔

اس سلسلہ میں گو روایات مختلف ہیں مگر مشہور ترین قول کے مطابق جملہ اہل اسلام کے نزدیک قرن اول سے لے کر آج تک بارہ ربیع الاول ہی یوم ولادت ہے۔

بارہ ربیع الاول تاریخ ولادت ہے

حوالہ جات ملاحظہ فرمایئے۔!

حضرت امام بیہقی، امام قسطلانی اور محدث دہلوی علیہم الرحمۃ کے اقوال

⊙ چنانچہ امام ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب دلائل النبوت میں تحریر کرتے ہیں۔

وُلِدَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ عَامَ الْفِیْلِ لِاِثْنَتَیْ عَشَرَۃَ لَیْلَۃً مَضَتْ مِنْ شَھْرِ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ

ترجمہ: رسول کریم ﷺ کی ولادت، سوموار کے دن عام فیل میں ماہ ربیع الاول کی

بارہویں رات گزرنے پر ہوئی۔

⊙ اسی طرح امام احمد قسطلانی رحمتہ اللہ علیہ (شارح بخاری) زرقانی علی المواہب جلد اول ص ۱۳۲ میں فرماتے ہیں۔

وَالْمَشْهُوْرُ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُلِدَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ ثَانِيْ عَشَرَ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ وَعَلَيْهِ اَهْلُ مَكَّةَ قَدِيْمًا وَحَدِيْثًا وَفِيْ زِيَارَتِهِمْ مَوْضِعَ مَوْلِدِهٖ فِيْ هٰذَا الْوَقْتِ

ترجمہ: مشہور قول یہی ہے کہ پیر کے دن بارہ ربیع الاول کو حضور ﷺ کی ولادت شریفہ ہوئی اسی بات پر تمام اہل مکہ اگلے پچھلے متفق ہیں کہ وہ آج تک بارہ ربیع الاول کو حضور ﷺ کے مقام ولادت کی زیارت کرتے ہیں

⊙ چونکہ حضور ﷺ کی ولادت مکہ مکرمہ میں ہوئی لہذا تاریخ ولادت کے معاملہ میں انکی بات کو ترجیح دینا' تقاضائے عقل کے عین مطابق ہے۔

⊙ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمتہ نے مدارج النبوت میں سب سے پہلا یہ قول نقل کیا ہے کہ ولادت نبوی ﷺ بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔ بعض اور اقوال نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

''قول اول اشہر و اکثر است و عمل اہل مکہ بریں است' زیارت کردن ایشاں موضع ولادت را دریں شب و خواندن مولود''

ترجمہ: اکثر اہل اسلام کے درمیان مشہور ترین قول یہی ہے کہ آپ کی ولادت بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔ اہل مکہ کا اسی پر عمل ہے کہ وہ بارہ ربیع الاول کی رات کو حضور ﷺ کی جائے ولادت کی زیارت کرتے ہیں اور اس رات کو مولود خوانی کرتے ہیں۔

اب ناظرین خود فیصلہ فرمائیں کہ ولادت کی تاریخ میں مکہ والوں کی بات معتبر ہے یا گوجرانوالہ' امرتسر اور روپڑ والوں کی؟

⊙ مسلم شریف کی ایک حدیث ملاحظہ ہو!

حضور ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے یہودیوں کو دیکھا کہ وہ دس محرم کا روزہ رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم اس تاریخ کو روزہ کیوں رکھتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ یہ وہ دن ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے شر سے نجات دی تھی اور فرعون غرق ہوا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ حق دار ہیں' لہذا ہم بھی اس تاریخ کو روزہ رکھیں گے۔ چنانچہ آپ نے مشہور بین الیہود تاریخ کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فتح کا دن منایا۔ (مسلم شریف)

حدیث بالا سے ثابت ہوا کہ کسی بزرگ کا دن منانا ہو تو اس کے ماننے والوں میں جو تاریخ مشہور ہو اسی تاریخ کو منانا چاہیے۔ اس سلسلے میں حضور ﷺ تو اہل یہود کی شہرت کو بھی کافی جانتے ہیں مگر مخالفین میلاد اہل اسلام کی شہرت کو بھی ناکافی تصور کرتے ہیں اور حدیث رسول ﷺ کی کھلی خلاف ورزی کے باوجود پھر بھی اپنے آپ کو اہل حدیث کہلانے پر مصر ہیں (فیاللعجب)

⊙ بارہ ربیع الاول کو ولادت رسول ﷺ کی شہرت یوں ہی نہیں ہوئی ملاحظہ ہو!

اَوْ قِيْلَ اِثْنَتَيْ عَشَرَةَ خَلَتْ مِنْهُ نَصَّ عَلَيْهِ ابْنُ اِسْحَاقَ

ترجمہ: یعنی حضور ﷺ کی ولادت باسعادت بارہ ربیع الاول کو ہونے پر ابن اسحاق نے نص کی ہے۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۲ صفحہ ۲۶۰)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرٍ اَنَّهٗ وُلِدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الثَّانِيْ عَشَرَ مِنْ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ ط (البدایہ والنہایہ جلد ۳ صفحہ ۶)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔

مکہ والے کہتے ہیں کہ ولادت باسعادت بارہ ربیع الاول کو ہوئی اور گھر والے بھی کہتے ہیں کہ ولادت بارہ ربیع الاول کو ہوئی لیکن مخالفین' بدستور ضد بازی سے

کام لے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے۔

مزید حوالہ جات ملاحظہ ہوں

⊙ علامہ محمد بن جریر طبری علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسالتمآب ﷺ کی ولادت پیر کے دن بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔ (تاریخ طبری جلد سوم ص ۳۳۹)

⊙ علامہ محمد بن اسحاق مطلبی علیہ الرحمتہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کی ولادت بارہ ربیع الاول سنہ عام الفیل میں دوشنبہ کے دن ہوئی۔ (سیرت ابن ہشام جلد اص ۱۵۳)

⊙ تاریخ ابن خلدون جلد اول ص ۲۸۹ میں ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت، بارہ ربیع الاول سنہ عام الفیل میں اس وقت ہوئی جب نوشیرواں کی حکومت کا چالیسواں سال تھا۔

⊙ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔

"ولادت وے ﷺ روز دوشنبہ دوازدہم ربیع الاول

یعنی حضور کی ولادت پیر کے دن بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔ (شواہد النبوۃ ص ۲۲)

⊙ اسعاف الراغبین برحاشیہ نورالابصار جلداول ص ۶ (مطبوعہ مصر) میں ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت، دوشنبہ کے دن بارہ ربیع الاول کو صبح کے وقت ہوئی۔

⊙ عجائب القصص (علامہ عبدالواحد حنفی) ص ۲۳۷ مطبوعہ نولکشور میں ہے کہ حضور ﷺ بارہ ربیع الاول کو دوشنبہ کے دن پیدا ہوئے۔

⊙ کتاب سیرت پاک شائع کردہ ادارہ مطبوعات پاکستان کے صفحہ ۱۷۵ میں ہے کہ

"یہ صحیح ہے کہ ربیع الاول میں ہی حضور ﷺ کی وفات ہوئی اور ربیع الاول ہی میں ولادت ہوئی۔ ولادت کی تاریخ میں اختلاف ہے۔ تاہم اگر بارہویں کو تاریخ

ولادت مان لی جائے تو کوئی تاریخی قباحت لازم نہیں آتی، لیکن بارہویں کو وفات ماننا تو عقلاً و نقلاً ہر طرح غلط ہے۔''

علماء اہلحدیث کے نزدیک تاریخ ولادت بارہ ربیع الاول ہے

⊙ غیر مقلدین (اہل حدیث) کے پیشوا نواب صدیق حسن خاں بھوپالوی نے اپنی تصنیف ''الشمامته العنبریة'' ص ۷ میں لکھا ہے کہ

''ولادت شریف' مکہ مکرمہ میں وقت طلوع فجر کے 'روز دوشنبہ' شب دوازدہم' ربیع الاول عام فیل کو ہوئی۔ جمہور علماء کا قول یہی ہے۔ ابن الجوزی نے اس پر اتفاق نقل کیا ہے۔

علماء دیوبند کے نزدیک تاریخ ولادت ۸ یا ۱۲ ربیع الاول ہے

مولوی اشرف علی تھانوی (دیوبندی) اپنی کتاب ''نشر الطیب'' کی ساتویں فصل میں لکھتے ہیں۔

یوم تاریخ سب کا اتفاق ہے کہ یوم دوشنبہ تھا اور تاریخ میں اختلاف ہے آٹھویں ہے یا بارہویں۔ (کذا فی الشمامہ)

گذشتہ اوراق میں آپ دیکھ چکے ہیں کہ بارہ ربیع الاول کو رسول اللہ ﷺ کی وفات نہیں ہوئی۔

لہٰذا صحابہ کرام و اہل بیت عظام بارہ ربیع الاول کو نہ تو غم زدہ ہوئے اور نہ روئے۔

''اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ بارہ ربیع الاول کو کون رویا تھا۔

امام ابوالقاسم سہیلی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ ابلیس چار مرتبہ رویا ہے۔

حِيْنَ لُعِنَ وَحِيْنَ اُهْبِطَ وَحِيْنَ وُلِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحِيْنَ نُزِلَتْ فَاتِحَةٌ

ترجمہ: ابلیس اپنی زندگی میں چار بار رویا (پہلی بار) اس وقت

جب اس پر لعنت کی گئی اور پھر (دوسری بار) جب اس کو راندۂ درگاہ کیا گیا اور پھر (تیسری بار) جب حضور ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی اور (چوتھی بار) جب سورۃ فاتحہ اتاری گئی۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۲ ص ۲۶۶)

''یہی روایت خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۱۱۰ پر بھی موجود ہے''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ جو کہ حضور ﷺ کے کنبہ کے فرد اور چچا زاد بھائی ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ بارہ ربیع الاول کو حضور کی ولادت ہوئی اور امام سہیلی ودیگر علماء محدثین فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی ولادت کے دن شیطان رویا تھا۔

اب بارہ ربیع الاول کو غم کا دن کہہ کر شریک غم ہونے والے خود سوچ لیں کہ وہ کس کے شریک غم ہیں۔

بصورت دیگر اگر مان بھی لیا جائے کہ بارہ ربیع الاول یوم وصال ہے تو پھر بھی اس دن جلوس اور محفل میلاد کا اہتمام کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ مقبولان بارگاہ خداوندی کے وصال کا دن خوشی اور عرس کا دن ہوتا ہے کہ وہ اس دن دنیا کے قید خانے سے نکل کر اپنے محبوب حقیقی سے واصل ہوتے ہیں۔ لہذا محبوب سے وصال کے دن خوشی ہوتی ہے نہ کہ غم۔

ہوسکتا ہے کہ یوم ولادت ہی کے یوم وصال ہونے میں یہ حکمت پوشیدہ ہو کہ عشاق رسول ﷺ کے لیے اس دن رنج وافسوس کا فقدان اور خوشی ومسرت کا غلبہ ہو۔

''نیز حضور ﷺ کا ارشاد ہے''

حَیَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ وَمَمَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ (مسند بزاز الشفا قاضی عیاض)

ترجمہ: میری ظاہری زندگی بھی تمہارے لیے خیر ہے اور میری وفات بھی تمہارے لیے خیر ہے۔

ثابت ہوا کہ امت کے حق میں حضور ﷺ کی ولادت اور رحلت دونوں رحمت ہیں۔ اب دیکھنا تو یہ ہے کہ ان دونوں میں بڑی رحمت کونسی ہے؟ تو ظاہر ہے کہ

آپ کا میلاد امت کے لیے سب سے بڑی رحمت اور نعمت ہے۔ لہذا اسی کا حکم غالب رہے گا، کیونکہ آپ کا وصال ایسا نہیں ہے جو امت سے آپ کا تعلق اور رشتہ ختم کر دے بلکہ آپ کا فیضان رسالت تا قیامت جاری و ساری ہے۔

"حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ شرح الشفا میں فرماتے ہیں"

لَیْسَ ھُنَاکَ مَوْتٌ وَّلَا وَفَاتٌ بَلْ اِنْتِقَالٌ مِّنْ حَالٍ اِلٰی حَالٍ

ترجمہ: یعنی حضور ﷺ کے معاملات میں موت اور وفات کا عام تصور مراد نہیں بلکہ یہاں ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہونا مراد ہے۔

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ شریعت نے بچہ کی ولادت کے موقعہ پر اللہ کے شکر اور خوشی کے اظہار کے لیے عقیقہ کا حکم دیا ہے لیکن وفات کے وقت ایسی کسی چیز کا حکم نہیں

عَلٰی اَنَّہٗ مُحْسَنٌ فِیْ ھٰذَا الشَّھْرِ اِظْھَارُ الْفَرَحِ بِوِلَادَتِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دُوْنَ اِظْھَارِ الْحُزْنِ فِیْہِ بِوَفَاتِہٖ

(الحاوی للفتاویٰ)

یوم ولادت کو یوم عید کہنا درست ہے

منکرین میلاد عوام کو اکثر یہ مغالطہ دیتے ہیں کہ اسلام میں صرف دو عیدیں (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) ہیں یہ تیسری عید (عید میلاد) کہاں سے آ گئی؟

چنانچہ ان کے اس مغالطے کا مکمل اور شافی جواب ملاحظہ ہو۔

بخاری و مسلم شریف میں ہے کہ

جب آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ نازل ہوئی تو ایک یہودی نے امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے کہا اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس کے نزول کے دن عید مناتے۔

قَالَ عُمَرُ قَدْ عَرَفْنَا ذَالِکَ الْیَوْمَ وَالْمَکَانَ وَاَشَارَ عُمَرُ اَنَّ

ذٰلِکَ الْیَوْمَ کَانَ عِیْدًا

ترجمہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں وہ دن معلوم ہے (وہ دن جمعہ وعرفہ تھا اور مقام عرفات تھا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گویا اشارہ کیا کہ وہ دن ہمارے لیے واقعی عید کا دن ہے۔

⊙ "اس دن ہماری دو عیدیں جمع تھیں (جمعہ وعرفہ یوم حج)"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا' عرفات میں اس دن پانچ عیدیں جمع ہوگئی تھیں۔ جمعہ' عرفہ' یہود کی عید' نصاریٰ کی عید' مجوس کی عید۔

⊙ "حضرت امام احمد بن محمد قسطلانی مصری فرماتے ہیں کہ"

ہر جمعہ مسلمانوں کی عید اس لیے ہے کہ اس دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے فَمَا بَالُ السَّاعَةِ الَّتِیْ وُلِدَ فِیْهَا سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْنَ

تو جس دن سید المرسلین پیدا ہوئے اس دن کے عید ہونے میں کیا شک ہے؟

پس معلوم ہوا کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے سوا حج کا دن' بارہ ربیع الاول کا دن اور جمعہ کا دن مسلمانوں کی عیدیں ہیں اور غور کریں کہ صرف جمعہ' سال میں ۵۲ ہوئے باقی دو مشہور عیدیں (عید الفطر اور عید الاضحیٰ)' حج کا دن' بارہ ربیع الاول کا دن ملا کر سال میں مسلمانوں کی تقریباً ۵۶ عیدیں بنتی ہیں۔ مخالفین بیچارے تو صرف دو عیدیں لیے بیٹھے ہیں لیکن یہاں معاملہ برعکس ہے۔

تعصب سے الگ ہو کر!

سوچیں کہ حضرت عیسیٰ السلام نے دعا کی تھی'

رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوْنُ لَنَا عِیْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰیَةً مِّنْكَ ......الخ

ترجمہ: اے اللہ ہمارے اوپر آسمان سے دستر خوان (کھانا) نازل فرما' تاکہ ہمارے پہلے اور پچھلوں کی عید بن جائے اور تیری طرف سے دلیل ونشانی۔

علمائے اصولیین نے قاعدہ بیان فرمایا ہے کہ قرآن پاک، سابقہ شریعتوں کا جو قصہ ہم پر بیان کرے اور اس کی تردید نہ کرے وہ ہمارے لیے حجت ہے۔ (نور الانوار، حسامی)

لهذا

بطور حجت تامہ کے ثابت ہوا کہ اگر بنی اسرائیل، کھانا ملنے کے دن کو عید کہہ سکتے ہیں تو مسلمان بھی محبوب خدا ﷺ کی تشریف آوری کے دن کو عید کہہ سکتے ہیں۔

کیا کھانا ملنے کی خوشی رسول پاک ﷺ کی ولادت کی خوشی سے زیادہ ہے؟

فَاِلَى اللّٰهِ الْمُشْتَكٰى

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ شریعت عیسوی منسوخ ہے اس پر قیاس ٹھیک نہیں تو ہم جواب دیں گے کہ یہ دعا اخبار سے ہے۔ نسخ انشاء میں ہوتا ہے نہ کہ اخبار میں۔ (کتب اصول و تفسیر) لہذا یہ منسوخ نہیں فَافْهَمْ وَتَدَبَّرْ

بصورت دیگر مخالفین کے پاس اسکے نسخ کی کوئی دلیل نہیں۔ اگر ہے تو پیش کریں۔

هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ط

محفل میلاد کی اصل حیثیت

محفل میلاد کی اصل حیثیت یہ ہے کہ تلاوت قرآن، نعت خوانی کے علاوہ حضور ﷺ کی ولادت کا ذکر ہوتا ہے، فضائل و مناقب بیان ہوتے ہیں، اسلام کی تعلیمات پر تقاریر ہوتی ہیں، صلوۃ و سلام ہوتا ہے اور تعظیم رسول ﷺ شرعاً مطلوب ہے جیسا کہ حکم قرآنی ہے۔ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ

ترجمہ: اور اس (اللہ کے رسول ﷺ) کی مدد کرو اور تعظیم و تکریم کرو۔

صاحب روح البیان نے اس آیت کے تحت لکھا ہے۔

وَمِنْ تَعْظِيْمِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمَلُ الْمَوْلِدِ ..... الخ

ترجمہ: یعنی میلاد منانا حضور ﷺ کی تعظیم میں داخل ہے۔

بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہم میلاد کی اصلیت شرع سے ثابت مانتے ہیں لیکن موجودہ ہیئت کذائی اور صورت مجموعی پر ہمیں اعتراض ہے۔

تو ان کی خدمت میں عرض ہے کہ جس چیز کی اصلیت شرع سے ثابت ہو اور اس کی ہیئت انفرادی قرآن یا سنت میں موجود ہو وہ کسی ہیئت مباحہ (جائز شکل و صورت) کے لاحق ہونے سے ممنوع نہیں ہو سکتی۔

بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو اپنی موجودہ صورت میں حضور ﷺ یا صحابہ کرام کے دور میں نہیں تھیں اور بعد میں نکالی گئیں مگر آجکل سارے مسلمان انھیں کار خیر سمجھتے ہیں مثال کے طور پر۔

۱۔ پختہ مساجد (بلند مینار اور محراب) ۲۔ دینی مدارس اور ان کا نصاب تعلیم
۳۔ قرآن پاک پر اعراب اور پاروں، رکوعوں اور رموز اوقاف کی تعیین
۴۔ مسافر خانے ۵۔ احادیث کی کتابیں، اسناد و اقسام وغیرہ
۶۔ مصافحہ بوقت رخصت ۷۔ اذان کیلئے منبر
۸۔ وعظ و تبلیغ کا مروجہ طریقہ (مثلاً اشتہار چھاپ کر، اسٹیج بچھا کر، لاؤڈ سپیکر لگا کر، لحن و سرود کے انداز میں یا چند ماہ کے تبلیغی چلے کٹوا کر) ۹۔ سیرت کانفرنسیں
۱۰ سیاسی یا دینی جلوس (یوم شوکت اسلام، غلاف کعبہ اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے جلوس
۱۱ نماز میں زبان سے نیت کرنا ۱۲ زکوٰۃ میں موجودہ سکہ رائج الوقت ادا کرنا
۱۳ بذریعہ ہوائی جہاز حج کرنا ۱۴ تدوین کتب اور ترتیب دلائل
۱۵ طریقت کے چاروں سلاسل کے مشاغل، مراقبے، وظائف اور ذکر کی اقسام
۱۶ شریعت کے چاروں سلاسل اور انکے اجتہادی کارنامے وغیرہم

تو مخالفین میلاد جس دلیل سے ان تمام مذکورہ بالا امور کو جائز، صحیح اور مستحسن کہتے ہیں (حالانکہ یہ تمام امور زمانہ نبوی ﷺ یا قرون اولیٰ میں نہ تھے) کیا بطور الزام

خصم اسی دلیل سے محفل میلاد اور جلوس کا صحیح اور درست ہونا ثابت نہیں ہوتا؟
(جبکہ تحقیقی دلائل پیش کیے جا چکے ہیں)

علم اصول کا قاعدہ ہے جسے شامی اور ابن ہمام وغیرہما نے بیان کیا ہے۔

اَلْمُخْتَارُ عِنْدَ الْجُمْهُوْرِ مِنَ الشَّافِعِيَّةِ وَالْحَنَفِيَّةِ اَنَّ الْاَصْلَ فِي الْاَشْيَاءِ الْاِبَاحَةُ

ترجمہ: جمہور شافعیہ اور حنفیہ کے نزدیک مختار یہ ہے کہ اصل تمام اشیاء میں اباحت اور جواز ہے۔

جیسا کہ "مرقاۃ شرح مشکوۃ اور اشعۃ اللمعات" میں بھی یہی مذکور ہے پس ثابت ہوا کہ جس چیز کی ممانعت شرع سے ثابت ہو جائے وہ ممنوع اور حرام ہے اور جس چیز کی ممانعت پر دلیل شرعی نہ ہو وہ جائز و مباح ہے۔

تو جو شخص جس چیز یا فعل کو ناجائز، حرام یا مکروہ کہتا ہے اس پر واجب ہے کہ اپنے دعویٰ پر دلیل شرعی قائم کرے اور جائز و مباح کہنے والوں کو ہرگز دلیل کی حاجت نہیں کیونکہ اس چیز کی ممانعت پر کوئی دلیل شرعی نہ ہونا ہی جواز کی دلیل کافی ہے۔

جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ میں حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا۔

اَلْحَلَالُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ مِمَّا عَفَا عَنْهُ الخ

ترجمہ: حلال وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حرام کیا اور جس پر سکوت فرمایا وہ اللہ کی طرف سے معاف ہے اس کے کرنے پر کچھ گناہ نہیں۔

اس حدیث کی روشنی میں ثابت ہوا کہ امور متنازعہ فیہا (میلاد شریف وجلوس وقیام وسلام) کے جواز پر ہمیں کوئی دلیل قائم کرنے کی ضرورت نہیں۔ شرع

سے ممانعت ثابت نہ ہونا ہی ہمارے لیے دلیل ہے۔

لہذا ہم (اہل سنت) سے دلیل وسند مانگنا مخالفین کی بے علمی وجہالت ہے۔ ہم کہتے ہیں تم تو میلاد وجلوس کو ناجائز وحرام وبدعت سیئہ کہتے ہو تم ثبوت دو کہ خدا اور رسول نے ان چیزوں کو کہاں ناجائز وحرام فرمایا ہے؟ اور اگر ثبوت نہ دو اور انشاء اللہ ہرگز نہ دے سکو گے تو یاد رکھو تم نے اللہ ورسول پر افتراء باندھا ہے۔

احادیث مبارکہ اور علماء اسلام کی تعلیمات وتصریحات کے مطابق یہ ضروری نہیں کہ ہر احداث (نئی چیز) بدعت ہو بلکہ احداث فی الدین بدعت ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔

مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ

ترجمہ: جس نے ہمارے دین میں کوئی نئی چیز ایجاد کی جو دین سے نہیں تو وہ مردود ہے

اس حدیث میں حضور ﷺ نے خاص اسی بات کو مردود فرمایا ہے۔ جو دین کے خلاف ہو، ہر نئی بات کو منع نہیں فرمایا۔ اگر آپ ہر نئی بات کو ناپسند فرماتے تو "مالیس منہ" کی قید نہ بڑھاتے۔

بعض کم فہم لوگ کہتے ہیں کہ ہر نئی بات خواہ دین کے مخالف ہو یا موافق سب منع ہے، حاشا وکلا یہ بات غلط ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ جو نئی چیز خلاف دین ہو منع ہے اور جو نئی چیز دین کے خلاف نہ ہو بلکہ مددگار ہو وہ ہرگز منع نہیں بلکہ اس پر حضور ﷺ نے اجر وثواب کا وعدہ فرمایا ہے۔ حدیث ملاحظہ ہو۔

مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهٗ کُتِبَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا (رواہ مسلم)

ترجمہ: جس نے کوئی اچھا طریقہ اسلام میں جاری کیا، پھر اس کے بعد اس طریقے پر لوگوں نے عمل کیا تو طریقہ جاری کرنے والے کو اس پر عمل کرنے والے کے برابر

ثواب ہوگا۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ **فیصلہ ہفت مسئلہ** میں فرماتے ہیں۔

''انصاف یہ ہے کہ بدعت اس کو کہتے ہیں کہ غیر دین کو دین میں داخل کرلیا جائے۔''

مخالفین اگر اکابرین امت کی تشریحات کو نہیں مانتے تو کم از کم اپنے پیرومرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ کا ارشاد تو مان لیں'

ع شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

حرف آخر

بحمدہ تعالیٰ میلاد شریف کے مسئلے پر قرآن وحدیث' آثار صحابہ وتابعین' اقوال علماء ومحدثین وتعامل امت کی روشنی میں دلائل قاہرہ بیان ہوئے۔ امید واثق ہے کہ قارئین کرام کو اس علمی مواد سے اطمینان قلبی حاصل ہوگا اور معاندین کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیاں دور ہوجائیں گی۔

عید میلاد النبی ﷺ کی اسلامی وشرعی حیثیت کے سلسلے میں

ہمارا موقف یہ ہے

کہ مطلقاً ذکر میلاد شریف' قرآن وسنت کی روشنی میں شرعاً محمود اور مندوب ہے۔ آثار صحابہ وسلف صالحین سے ''میلاد شریف'' کی حیثیت انفرادی اور اباحت اصلی ثابت ہے کسی ہیت مباحہ اجتماعیہ کے لاحق وعارض ہونے سے اس کو بدعت نہیں کہا جاسکتا۔ خصوصاً جبکہ محافل میلاد وجلوس سے مقصود دعوت الی اللہ تبلیغ دین اور بیان سیرت ومعجزات ہو تو یہ عمل نہ صرف جائز بلکہ مستحب قرار پاتا ہے۔ نیز یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ابتداء سے لے کر آج تک اکابرین علمائے امت کی واضح اکثریت عمل میلاد پر متفق رہی ہے اور ائمہ اسلام اپنے قول وعمل سے اس کی مسلسل تائید وتصدیق

فرماتے رہے ہیں۔

جن حضرات نے مروجہ محافل میلاد' جلوس ہائے عید میلاد النبی ﷺ کا انکار کیا ہے۔اس کی بنیادی وجہ اس قسم کے اجتماعات میں منکرات' محرمات اور بدعات کا ارتکاب ہے وہ اصل میلاد کے منکر و مخالف ہرگز نہیں ہیں۔اور یہی علماء اہل سنت کا موقف ہے۔چنانچہ آخر میں ہم اہلسنت کے نزدیک محافل میلاد و جلوس کی پسندیدہ اور ناپسندیدہ صورتوں کا اجمالی خاکہ پیش کر رہے ہیں تا کہ حق واضح ہو جائے اور باطل کا غبار دور ہو جائے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ ط

مباحات و مستحبات	منکرات و بدعات
(پسندیدہ امور)	(ناپسندیدہ امور)
⊙ تلاوت قرآن حکیم	⊙ ذکر میلاد کے لیے گیارہویں یا بارہویں تاریخ کو ہی شرعاً مخصوص و مسنون خیال کرنا، اور دیگر ایام میں ناجائز سمجھنا
⊙ نعت سرور کائنات ﷺ	⊙ ریاکاری' نمائش اور حصول اغراض نفسانی کی نیت سے ان تقریبات کا اہتمام کرنا
⊙ صلوٰۃ وسلام اور قیام	⊙ بیجا اسراف وفضول خرچی کرنا مثلاً پہاڑیاں بنانا' گلیوں اور بازاروں میں بے مقصد چراغاں کرنا۔خاص کر جبکہ ایسے چراغاں سے طرح طرح کے فتنے جنم لے رہے ہوں
⊙ توحید و رسالت' سیرت و میلاد کے موضوعات پر کتاب و سنت کی روشنی میں علماء کی تقاریر۔	⊙ مردوں اور عورتوں کے بے پردہ مخلوط اجتماعات منعقد کروانا
⊙ ولادت مقدسہ کے مستند واقعات اور رضاعت مبارکہ کے صحیح حالات کا بیان اور ہدیۂ ایصال ثواب۔	⊙ روایات موضوعہ' کاذبہ اور من گھڑت
⊙ ادعیہ ماثورہ وغیر ماثورہ	
⊙ اظہار فرحت و سرور بجوائے حکم قرآنی' " فبذالک فلیفرحوا "الخ	

اور اس سلسلے میں صدقات نافلہ اور دعوات صالحہ کا اہتمام

⊙ تعظیم رسالت و اتباع سنت کا التزام

⊙ مساجد یا محافل کو بہ نیت تعظیم ذکر رسول ﷺ مناسب روشنی (چراغاں) اور خوشبو و عطر وغیرہ سے معنبر و مزین کرنا

⊙ صاف اور نئے کپڑے پہننا، لوگوں کو کھانا کھلانا اور پانی پلانا

⊙ میلاد کی خوشی میں (پیر کے دن) نفلی عبادات مثلاً روزہ یا صدقات و خیرات کا اہتمام کرنا،

" وغیرھا من الحسنات والخیرات رزقنا اللہ ایاھا"

قصے بیان کرنا

⊙ اسی طرح جلسے اور جلوسوں میں گانے باجے، ڈھول، تماشے، چمٹے، سارنگی مروجہ قوالی، طبلے، بھنگڑے اور دھمالیں ڈالنے کا اہتمام و انصرام کرنا۔

" وغیرھا من الخرافات والبدعات اعاذنا اللہ منھا"

ضروری گزارش

علماء و مشائخ اہلسنت اور عامۃ المسلمین کی خدمت میں گزارش ہے کہ میلاد شریف کے تمام اجتماعات و تقریبات کو سنت اور شریعت کی روشنی میں مرتب و منظم فرمائیں۔

اور اس پاکیزہ عمل کو (جس کہ بنیاد عشق رسول ﷺ پر ہے) ہر قسم کی بدعات و منکرات سے پاک رکھنے کے لئے عملی جہاد فرمائیں اور اس حقیقت کا برملا اعلان فرما دیں۔

کہ غیر شرعی حرکات اور دیگر خرافات کا مظاہرہ کرنے والے لوگ قابل نفرت و ملامت ہیں اور ہم ان لوگوں کے ناپسندیدہ افعال و اعمال کی کوئی ذمہ داری قبول نہیں کر سکتے۔

واللہ الموفق نعم بالخیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(القرآن الکریم)

بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انھیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انھیں پاک کرتا ہے اور انھیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے، اور وہ ضرور اس سے پہلے گمراہی میں تھے۔

(کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن، سورہ آل عمران آیت ۱۶۴)

حجرۂ نبوی کے اندر نقش نعتیں

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اے گنبد خضراء کے مکیں

حضرت شیخ طریقت عالم جلیل عارف باللہ شیخ عبدالرحیم البرعی قدس سرہ، یمن کے ایک عاشق رسول بزرگ گزرے ہیں۔ اس سرزمین پر جہاں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے محبان رسول پیدا ہوئے وہاں ہر زمانہ میں کوئی نہ کوئی وارفتہ شوق ہوتا رہا ہے جس کے سوزِ دروں سے ہزاروں بندگان خدا نے محبت کی روشنی اور ایمان کہ حرارت اور ذات نبوی ﷺ سے وابستگی کی دولت حاصل کی ہے۔ اہل یمن شیخ عبدالرحیم البرعی کی مناجاتوں اور درودوسلام سے معطر نظموں کو بڑے شوق وعقیدت سے پڑھا کرتے ہیں۔ ان کا مفصل تذکرہ عربی کی نعتیہ شاعری میں موجود ہے۔ آپ نے حرم نبوی ﷺ کی زیارت کے لئے جو صلاۃ وسلام لکھا ہے، اس کا عنوان ''یا صاحب القیر المنیر'' ہے۔ اس قصیدے کے منتخب اشعار کا ترجہ حسب ذیل ہے۔

۱۔ شہر مدینہ میں نور سے معمور قبر والے! اے میری آرزوؤں کے قبلہ، میری تمناؤں کے حاصل!

۲۔ اے وہ ذات گرامی جن کا در مشکلات میں میرا وسیلہ اور مصائب کی یورش کے وقت میرا آخری ٹھکانہ ہے۔

۳۔ اے میری امیدوں کے مرکز، رنج وغم خوار، رنج وغم کی شدید گھڑیوں میں جن کہ (شفاعت) سے ڈھارس رہتی ہے

۴۔ اے وہ جن کی سخاوت سارے عالم پر محیط ہے۔ سخاوت بھی ایسی جیسے موسلا دھار بارش ہو اور جس بارش کا ہر قطرہ ہزاروں نعمتوں کو اپنے جلوہ میں لئے ہوئے ہو۔

۵۔ اے نبی رحمت شافع امت! سارے عالم کے لئے سرپناہ، مشرق ومغرب میں بسنے والوں کے لئے آپ کا دامن جائے پناہ ہے۔

۶۔ اے وہ ذات جس سے ہم ہر طرح بھیک پانے کی آس لگائے ہوئے ہیں اور جن کے درعالی پر آکر سہارا ڈھونڈتے ہیں۔

۷۔ اے وہ جو مہربان تر، پاکیزہ تر اور منتخب ترین آپ قدرتِ الٰہی کا سربستہ راز ہیں۔ آپ کا وجود پاکیزہ اور آپ کا خاندان (آباؤاجداد) پاکیزہ تر تھے۔

۸۔ اے راتوں رات جلیل القدر براق پر سوار ہو کر مکہ سے مسجد اقصیٰ تک جانے والے مسافر!

۹۔ آپ کا استقبال ملائکہ نے پر جوش خیر مقدم کے ساتھ کیا۔

۱۰۔ آپ کی منزل سدرۃ المنتہی تھی اور یہ ایک خاص فضل و کرم تھا اللہ کا، جو آپ کے لئے پہلے ہی سے مقدر تھا۔

۱۱۔ آپ کا اشتیاق خود عرش و کرسی کو تھا اور آپ کو قریب تر بلایا گیا۔

۱۲۔ آپ کی وہ عظمت جس کو دیکھ کر انسان ششدر رہ جاتا ہے یہ ہے کہ آپ کا علم عرش اعظم پر نصب کیا گیا۔

۱۳۔ آپ کے لئے تمام پردے اٹھا دئے گئے اور شش جہات کو آپ کی طرف جھکا دیا گیا اور منتخب کردہ ہستی کو منتخب کرنے والے (خدا) کے نور نے ہر طرف سے ڈھک لیا۔

۱۴۔ آپ کو وسیلہ بنایا گیا ہے۔ ہر فضیلت سے نوازا گیا ہے۔ آپ کو حق ہے کہ فخر کریں کہ ہر مستحق سزا کو آپ کے وسیلہ و شفاعت سے بخش دیا جائے گا۔

۱۵۔ شریں حوض کوثر پر آپ کا مقام، مقام حمد ہوگا۔ جس کے سایہ میں تمام انبیائے کرام پناہ لیں گے۔

۱۶۔ ایک ناخواندہ قوم کی طرف آپ کو نبی بنا کر مبعوث کیا گیا جو کائنات پر محیط ہو گیا۔

۱۷۔ آپ کے معجزات تو آپ کی پیدائش سے پہلے ہی ظاہر ہونا شروع ہو گئے تھے۔ آپ کی طفلی کے معجزات بھی ثابت ہیں۔ اور جب آپ جوان ہوئے، اور جب بڑھاپے کی عمر کو پہنچے (کوئی زمانہ معجزات کے ظہور سے خالی نہیں رہا)

۱۸۔ آپ نے وحی خداوندی کو پڑھ کر سنایا۔ لوگوں نے اس نعمت سے فائدہ اٹھایا اور ایمان لائے اور ایسے محروم بخت بھی تھے جو انکار پر قائم رہے۔

۱۹۔ الحمد اللہ قرآن شریعت کا جامع ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا پروردگار ہے اور حضرت آمنہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا لخت جگر، ہمارا پیغمبر ہے۔

۲۰۔ ذات احمد ﷺ کے طفیل حق واضح ہو کر ہم سب کے سامنے آیا اور مذہب اسلام سب سے اعلیٰ وارفع دین بن کر ابھرا۔

۲۱۔ میرے آقا و مولیٰ! آپ کو اپنا حامی و ناصر جان کر میں نے آپ سے امید قائم کی ہے کہ ہر روز کی نت نئی مصیبت سے اور غدارِ زمانہ کے شدائد سے نجا پا سکوں۔

۲۲۔ آپ ہدایت کے منارہ ہیں۔ آپ کی خدمت میں اس نذرانہ مدح کو ہم نے وسیلہ بنایا ہے اور وسیلہ ڈھونڈنے والے کے لئے سب سے بڑا سہارا تو خود آپ کا ہی ہے۔

۲۳۔ آپ کا ایک حقیر غلام ہے، مدح خواں اور دریوزہ گر ہے۔ اس کے لئے دعا فرمایئے کہ اس کہ مصیبتیں دور ہوں کیونکہ آپ سے التماس والتجا کرنے والا محروم نہیں رہتا۔

۲۴۔ اور جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ سے محفوظ رہنے کے لئے پروانہ نجات لکھ دیجئے، خود اس کے لئے اور اس کے والدین کے لئے۔

۲۵۔ اس قصیدہ مدح کے طفیل عبدالرحیم کو دونوں جہاں کی سرفرازی عطا کیجئے کیونکہ اس نے دل سے یہ نظم لکھی ہے۔

۲۶۔ اے بلند مقام والے! خدائے ذوالجلال آپ پر اپنی رحمتیں برسائے اور بہتر سے بہتر درود وسلام کا ہدیہ پہنچائے۔

۲۷۔ اور آپ کے صحابہ کرام اور سربلند آل پر جن میں ہر ایک صاحب فضل واحسان تھے۔

حجرہ مبارک کے اندر درودیوار پر نقش کیا ہوا قصیدہ

ایوب صبری باسانے "مراۃ الحرمین" میں لکھا ہے کہ سلطان عبدالحمید بن سلطان احمد (م ۱۱۹۱ھ) کا یہ قصیدہ روضہ انور کے اندر قبلہ کہ جانب دیوار پر (جالیوں سے اوپر) نقش کیا ہوا ہے۔

۱۔ یا سیدی یارسول اللہ ﷺ میری دستگیری کیجئے۔ آپ کے سوا میرا کوئی نہیں ہے اور نہ میں کسی کہ طرف مڑکر دیکھتا ہوں۔

۲۔ ساری کائنات میں ہدایت کا نور آپ ہی ہیں۔ راز سخاوت تو آپ ہی کہ ذات ہے! اے وہ ذات جس پر بھروسہ کیا جائے۔ توضیح:۔ دوسرے مصرعہ کا آخری ٹکڑا "یا خیر معتمد" کا مطلب یہ ہے کہ عرضی گذار آپ ﷺ کو مخاطب کرکے کہہ رہا ہے کہ آپ ہی کہ ذات وہ ہے جس پر اعتماد کیا جائے۔

۳۔ بلاشک وشبہ ساری مخلوقات کے لئے فریادرس آپ ہی ہیں اور اللہ کی طرف سارے عالم کو راستہ بتانے والے آپ ہیں۔

۴۔ اے وہ ذاتِ پاک جس نے اللہ تعالیٰ کی حمد کا حق تنہا ادا کیا۔ اس بزرگ وبرتر کی حمد جو تنہا ہے جو نہ پیدا کیا گیا ہے اور نہ اس نے کسی کو جنم دیا۔

۵۔ اے وہ ذات جس کی دو انگلیوں سے پانی کی لہریں ابل پڑیں، جس سے پوری فوج سیراب ہوئی۔

۶۔ میرا حال یہ ہے کہ اگر کوئی ناگہانی مصیبت آجاتی ہے تو میں کہا کرتا ہوں یا سید السادات یا سندی (اے آقاؤں کے آقا اے میرے سرپناہ!!)

۷۔ خدائے رحمان ورحیم کے حضور آپ میرے شفیع بن جائیے کہ وہ میری لغزشوں کو معاف فرمادے اور ایسا احسان کیجئے جو میرے دل میں بھی نہ ہو۔

۸۔ مجھ پر نگاہ کرم ہمیشہ رکھئے۔ اپنے فضل سے میری کوتاہیوں کی پردہ پوشی فرمائیے۔

۹۔ میرے ساتھ چشم پوشی اور عفو کا معاملہ کیجئے، میرے آقا آپ کی حضوری سے میں کبھی سرتابی نہیں کرسکتا۔

۱۰۔ میں نے وسیلہ طلب کیا ہے رسول مختار کا۔ اور وہ رسول مختار جو آسمان پر جانے والے (فرشتوں) سے بھی افضل ترین ہیں اور خدائے واحد کا ایک راز ہیں۔

۱۱۔ تمام مخلوقات میں افضل ترین بلندی کے لحاظ سے تمام انبیائے کرام کے اوپر جن و بشر کے لئے سرمایہ رحمت ہیں ان کو رشد و ہدایت کی راہ پر لگانے والے۔

۱۲۔ جمال ظاہری و باطنی کے مالک! پاک و بلند ہے وہ ذات جس نے اس جمال کو پیدا کیا۔ آپ جیسا صاحب جمال ساری کائنات میں کسی کو نہیں پاتا ہوں۔

۱۳۔ میں آپ کے در پر پناہ لینے آیا ہوں، بڑا آسرا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے گا۔ جو میرے عقیدہ اور عمل میں خرابی ہے۔

۱۴۔ آپ ﷺ کی مدح میری زندگی کا معمول ہے جو ہمیشہ سے ہے اور آپ کہ محبت مالک عرش (اللہ) کے نزدیک ذریعہ تقرب ہے۔

۱۵۔ آپ پر بہترین صلاۃ و سلام ہو۔ ہمیشہ ہمیشہ لاتعداد۔

۱۶۔ آپ کے آل واصحاب سب پر جو بخشش و مغفرت کے دریا تھے۔

نوٹ: اس قصیدہ کا گیارہواں شعر علیحدہ سے حجرہ مبارک کہ اس کھڑکی کے اوپر نقش ہے جو اغوات کے دکہ کے سامنے ہے اس مقام پر جس کو محراب تہجد کہا جاتا ہے وہ شعر یہ ہے۔

ترجمہ: جمال ظاہری و باطنی کے مالک! مبارک و بلند ہے وہ ذات جس نے اس جمال کو پیدا کیا۔ آپ جیسا صاحب جمال ساری کائنات میں کسی کو نہیں پاتا ہوں۔

اس قصیدے کا پہلا، دوسرا، تیسرا، چھٹا، ساتواں، آٹھواں، نواں، دسواں اور تیرہواں شعر ظالم نجدی وہابی حکومت نے رنگ و روغن کے بہانے مٹا دیئے ہیں، باقی سات اشعار اب بھی پڑھے جاسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نشان رسول ﷺ مٹانے کے شوق میں بدمست رہنے والی نجدی حکومت کے خرد برد سے انہیں محفوظ رکھے۔ آمین

قصیدہ حدادیہ داخلیہ

یہ ایک نادر قصیدۂ نعت ہے جو حجرہ نبویہ کی اندرونی دیوار پر کوفی خط میں نقش کیا گیا ہے۔ اس والہانہ قصیدہ کو جو صلاۃ و سلام کے صیغوں پر مشتمل ہے۔ حضرت قطب الرشاد، عارف باللہ مولانا عبداللہ بن علوی حسینی الحضرمی الشافعی متوفی ۱۱۳۲ھ نے نظم کیا تھا۔ اس قصیدہ مبارکہ کا سولہواں شعر حجرہ شریفہ کے باہر مواجہ کے اوپر بھی نقش ہے۔ ان اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

۱۔ تیز رفتار اونٹوں پر ہم صحرا و بیابان طے کرتے ہوئے چل رہے ہیں۔ ہمارے قافلہ کو ساربانوں کی حدی خوانی نہیں بلکہ جزبات واشتیاق کی فراوانی آگے بڑھا رہی ہے۔

۲۔ ہم ان اونٹوں پر سرِ شام سوار ہوتے ہیں اور مسلسل سفر کرتے رہتے ہیں یہاں تک کی دوسری رات آتی ہے تاریک، سیاہ، بھیانک مگر اونٹوں سے اترنے کا نام نہیں لیتے۔

۳۔ اس سواری پر ہمیں نیند بھی آتی ہے اور بڑی میٹھی نیند آتی ہے، کیونکہ روح محبت کی آغوش میں آسودہ رہتی ہے۔

۴۔ گرم ہواؤں کے تھپیڑے ہمیں خنک معلوم ہوتے ہیں جھلسا دینے والی لو جب چلتی ہے تو مشکیزوں کو جھنجھوڑ دیتی ہے، مطلب یہ کہ سخت گرمی اور لو کی یہ تکلیف بھی مجھے اچھی لگتی ہے۔ کیونکہ ہم دیارِ محبوب کی طرف رواں ہیں۔

۵۔ ہم اسی طرف رواں دواں بڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ وقت آیا کہ ایک وسیع میدان میں آکر اپنے اونٹ کا کجاوہ ہم نے اتارا۔

۶۔ ہم خیر البشر ﷺ کی مہمانی میں آگئے، جو رسول رحمت، دریائے سخاوف اور سردار عرب ہیں۔

۷۔ رسولِ امین، ہاشمی، والا مرتبت، آنے والی نسلوں کے سردار، اور ان کے سردار جو گزشتہ صدیوں میں گزر چکے ہیں۔

۸۔ سارے عالم کی پناہ گاہ، ہر امیدوار کی آرزو، بلند فطرت، تمام خوبیاں رکھنے والے، جسم اور دل کے لحاظ سے پاک و معطر۔

۹۔ نادار اور رحمت پروردگار کے طلب گار آپ سے وہ امید رکھتے ہیں جو خشک سالی کے ستائے ہوئے، مینہ سے گھنگھور گھٹاؤں سے امید رکھتے ہیں۔

۱۰۔ آپ کریم ہیں، حلیم ہیں۔ آپ کی شان جود و بخشش ہے۔ ہر قسم کے رنج و اندوہ زمانہ کہ سختیوں اور مصائب میں آپ کو آسرا سمجھتے ہیں۔

۱۱۔ آپ رحیم ہیں، اللہ نے آپ کو مخلوق کے لئے رحمت سراپا بنا کر پیدا کیا ہے، اور دنیا میں اس لئے بھیجا کہ آپ قرب حق اور کامرانی سے لوگوں کو نزدیک کریں۔

۱۲۔ آپ کو اللہ نے صداقت، حقانیت اور ہدایت کی دعوت دینے کے لئے بھیجا اور آپ کو سخاوت، نرم جوئی، نرم خوئی اور شیریں زبانی میں ممتاز کیا۔

۱۳۔ آپ ہی کے ذریعہ سے اور آپ ہی کے صدقے میں اللہ نے شرک و ہلاکت کی راہ سے نجات دلائی اور ان راستوں سے محفوظ رکھا جو بت پرستی، نفس پرستی اور شیطان پرستی کا راستہ تھا۔

۱۴۔ اور ہم سب کو اپنے پسندیدہ دین کی نعمت سے نوازا، ایسا دین جس کو اللہ کی رضا اور پسند حاصل ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہم پر واجب ہے۔

۱۵۔ اللہ تعالیٰ کا بڑا کرم اور احسان یہ ہے کہ اس نے آپ کو مبعوث فرمایا، اور آپ کو ہم انسانوں میں سے منتخب کیا اور آپ کی شان کو عظمت دی اور آپ کا ذکر بلند کیا۔

۱۶۔ آپ وہ عظیم پیغمبر ہیں جن کے اخلاقِ کریمہ وہ ہیں جن کو قرآن کریم نے ذکر کر کے شرف بخشا ہے۔

۱۷۔ اللہ تعالیٰ کی وہ ذات والاصفات ہے جس نے آپ کو وحی اور فتح مندی کی دولت دی، اور آپ کی ذات کو رعب وجلال بخشا۔

۱۸۔ آپ کو ایسے معجزات دیئے جو سب کھلے ہوئے اور روشن ہیں اور جن کی تعداد بارش کے قطروں سے بڑھ گئی ہے۔ آپ کے معجزات کے بعد وہ سب ہیں جن کو نبی بنایا گیا (یعنی انبیائے سابقین علیہم السلام)

۱۹۔ آپ کو قرآن عظیم بخشا، وہ قرآن جس نے سارے عالم کو مقابلہ کرنے میں ناکام کر دیا، اور قرآن کریم کا عطیہ وہ ہے جس نے آپ کو قوت بخشی کیا کہنے ہیں اس قوت اور دبدبہ کے!!

۲۰۔ یارسول اللہ! ہمیں آپ کی غلامی کے ساتھ شرف نسبت بھی حاصل ہے، ہم آپ کے دربار میں محبت اور شوق کا نذرانہ لے کر حاضر ہوئے ہیں۔

۲۱۔ آپ کے فضل واحسان کی چوکھٹ پر ہم دست بستہ کھڑے ہیں تاکہ اس مٹی کو چومیں اور آنکھوں سے لگائیں جو درِ پاک پر پڑی ہے۔

۲۲۔ اب ہم آپ کے روبرو، رخ مبارک کے سامنے استادہ ہیں، اس چہرہ انور کا مواجہہ ہمیں حاصل ہے جس کے صدقے میں قحط سالی کے وقت بارش سے ہم سیراب کیے جاتے ہیں۔

۲۳۔ ہم ایک وفد کی صورت میں آئے ہیں (جس طرح آپ کی حیات ظاہری میں قبائل کے وفود آتے تھے اور اپنی ضروریات بیان کیا کرتے تھے) اور ہم اس ذات گرامی کے مہمان ہیں جو سخاوت ومہمان نوازی، لطف واحسان کا منبع ہے۔

۲۵۔ دل ارمانوں سے بھرا ہے، ایسی حاجتیں بھی ہیں جن کے برآنے کہ امید لے کر آئے ہیں۔

۲۶۔ یارسول اللہ! ایک نگاہ کرم ادھر بھی کیجئے! دین ودنیا دونوں کی حاجتیں اور زندگی کی مشکلات دور ہونے کی شفاعت کیجئے۔

۲۷۔ دین ودل کی اصلاح ہماری مراد ہے۔ میرے آقا مجھ پر نظر کرم فرمائیے۔

صلوٰۃ وسلام

۲۸۔ آپ پر لاکھوں سلام اور لاکھوں درود اے وہ ذات پاک جس نے روشن ہدایت، ایمان بخش کتاب عظیم کی آیات پڑھ کر سنائیں۔

۲۹۔ آپ پر ہزاروں صلوٰۃ و سلام ہو، اے ہادی اعظم! اے مشرق و مغرب میں اجالا پھیلانے والے!

۳۰۔ آپ پر درود و سلام ہو، اے وہ ذات گرامی جس سے بہتر طریقہ پر کسی نے اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں کی۔ آپ اللہ کی حمد و ثناء، اور آپ اللہ کے احسانات کا ذکر کر کے دعا سکھانے والے محبوب ہیں۔ آپ پر سلام ہو۔

۳۱۔ سلام آپ پر ہو اے شب معراج میں رب کریم کے حضوری کا شرف حاصل کرنے والے اور سدرۃ المنتہی تک پہنچنے والے رسول مختار۔

۳۲۔ آپ کا مقام ''او ادنی'' سے ظاہر ہے۔ اس عظمت و بلندی کا ہمیں ہوش رہنا چاہئے اور اس مقام عالی کا جو چاند تاروں سے آگے تھا۔

۳۳۔ آپ پر اللہ کا سلام ہو، جب تک ایک شخص بھی روئے زمین پر یہ کہنے والا رہ جائے جو کہے اللہ ہمارے لئے کافی ہے، اس کے بعد حضور انور محمد مصطفی احمد مجتبیٰ ﷺ ہیں۔

۳۴۔ آپ پر اللہ کا سلام ہو جب تک نسیم سحر چلتی رہے اور شیدائیوں کہ روح کو ہلاتی رہے۔

۳۵۔ آپ پر سلام ہو جب تک نسیم صبح چلتی رہے اور جب تک پرند شاخوں پر چہچہاتے رہیں۔

۳۶۔ آپ پر سلام ہو جب تک حدی خواں اپنی حدی خوانی سے دلوں میں جوش پیدا کرتے رہیں اور آپ کی آرام گاہ تک جانے کا شوق اور وارفتگی باقی رہے۔

۳۷۔ آپ پر سلام ہو اس قدر سلام جس قدر اور جس تعداد میں زمین سے اگنے والے درخت اور پتے ہیں اور جس تعداد میں ریت کے ذرات ہیں اور موسلا دھار بارش کی بوندوں کی جو تعداد ہے۔

۳۸۔ آپ پر سلام ہو، آپ سرپناہ ہیں، تنگی و ترشی کی حالت میں، اور آرام کی حالت میں، دکھ اور سکھ دونوں میں آپ ہی ہمارے ہیں۔

۳۹۔ آپ پر سلام ہو، آپ ہمارے رہبر و مقتداء ہیں اور آپ ہی میرے خزانہ ہیں، اور آپ اللہ کی طرف سے فریادرس ہیں۔

۴۰۔ اللہ آپ پر اپنا درود و سلام بھیجتا رہے ہمیشہ ہمیشہ، اور آپ کے آل و اصحاب پر۔

قصیدہ بغدادیہ وتریہ

یہ ۱۳۱ اشعار کا قصیدہ حضرت ابوعبداللہ مجد الدین محمد بن رشید بغدادی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۶۲ھ) کا ہے، اس قصیدہ مبارکہ کے اکثر اشعار اسی دیوار پر کندہ ہیں جو مواجہ شریفہ کے اوپر قبلہ کی جانب ہے، اور

اس کا سلسلہ مقام نزول جبریل (جس کو منزل الوحی بھی کہتے ہیں) تک چلا گیا ہے، اور روضہ جنت کے اوپر تین گنبدوں کے حلقوں میں منقش ہیں۔ اس قصیدہ کو بغدادیہ اس لئے کہتے ہیں کہ حضرت ابن رشید بغدادی کی تصنیف ہے اور وتریہ اس لئے کہتے ہیں کہ اشعار کی تعداد (۲۱) ہے جو وتر (طاق) کا عدد ہے۔ عربی اشعار کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

۱۔ رسول اللہ ﷺ کے نور سے عالم روشن ہے اور ہر ایک کی آمد و رفت آپ ہی کے نور سے ہے۔ یعنی کائنات کی حرکت وحیات آپ کے نور سے وابستہ ہے۔

۲۔ عظمت حق نے مخلوق کے لئے رحمت بنا کر آپ کو پیدا کیا، سارا عالم آپ کے احسانات میں کروٹیں لے رہا ہے۔

۳۔ وجود حضرت آدم سے پہلے آپ کی عظمت آشکارا ہوئی۔ آپ کے اسمائے گرامی اس سے بھی پہلے لوح محفوظ میں درج ہوئے۔

۴۔ تمام انبیاء نے آپ کی بعثت کی نوید سنائی، کوئی پیغمبر ایسا نہیں گزرا جس نے آپ کی (بعثت) کی امید نہ رکھی ہو۔

۵۔ توراتِ موسیٰ علیہ السلام میں آپ کی نعت وصفات مذکور ہیں۔ انجیلِ عیسیٰ علیہ السلام آپ کے مدائح سے معمور ہے۔

۶۔ بشارت دینے والے، انجام سے آگاہ کرنے والے، سراپا شفقت وکرم، مہربان نرم خو، رحم دل، محسن، خطا کار کو قدرت رکھتے ہوئے معاف کرنے والے۔

۷۔ حظیرۂ قدس میں پاؤں پاؤں چلے کون؟ وہ رسول ﷺ جن کا منصب تمام مناصب پر فائق ہے۔

۸۔ آسمان کے بلند ترین سرے پر اپنے رب سے گفتگو کی۔ جب کہ جبرئیل الگ اور دور کھڑے تھے اور حبیب کو قریب کیا گیا تھا۔

۹۔ ان کے اقبال سے ہم تمام قوموں پر فائق ہیں اور ہمیں وہ ملت ملی جس کے طلب گار تمام انبیاء تھے۔

۱۰۔ مکہ کا شہر آپ ہی کے دم سے مکہ ہے، اور آپ ہی کے وجود پاک سے بیت اللہ قبلہ بنا، آپ ہی کہ ذات سے عرفات کا میدان مقدس بنا، جہاں قربانی کے جانور لے جائے جاتے ہیں۔

۱۱۔ آپ کے وجود گرامی کے عطر آگہیں جھونکوں سے پورا شہر طیبہ مہک اٹھا، اور اس کے نسیم سے پورا خطہ دمک اٹھا، مشک کی کیا حیثیت ہے؟ کافور کی کیا حقیقت ہے؟ آپ کے شہر پاک کا ایک جھونکا سب سے زیادہ عطر بیز ہے۔

۱۲۔ باوقار چہرۂ تاباں والے، حسین ایسے کہ چودھویں کا چاند ہو، یا جیسے رات کی تاریکی کے بعد صبح کی روشنی

نمودار ہو، جو گمراہیوں کی تاریکی دور کردے۔

۱۳۔ قافلہ کے حدی خواں! تو کس کو اپنی دھیمی اور گنگناتی آواز میں پکار رہا ہے؟ تیری آواز سے سب پر نشہ کیسی کیفیت طاری ہے اور تاریکیاں چھٹ رہی ہیں۔

۱۴۔ چودھویں کا ایک چاند نہیں، کتنے ماہِ تمام ہیں جو یکایک روشن ہو گئے۔ نہیں نہیں یہ محمد ﷺ کے چہرہ انور کی چمک ہے، یا شراب کے جام گردش میں ہیں۔ نہیں، یہ سب کچھ نہیں آپ کہ باتیں (حدیثیں) مست کر رہی ہیں۔

۱۵۔ حجاج اپنے جلوہ میں ہماری روحیں لئے جا رہے ہیں اور ہم سب نشہ میں مست ہیں۔ گویا قافلہ میں جام و بادہ کا دور چل رہا ہے۔

۱۶۔ ہمارے قلوب آپ کی صفات حسنہ سن کر سکینت پا گئے ہیں۔ دوسری طرف آپ کے شوق میں جھوم رہے ہیں اور قافلے مست ہیں۔

۱۷۔ طیبہ میں صلحائے امت نے اپنے کجاوے ڈال دیئے اور ہم دیار مقدس کی ان وادیوں سے محروم ہیں۔

۱۸۔ اپنی معصیتوں، اپنی شامت اعمال اور کوتاہیوں کی وجہ سے ہم محروم زیارت کر دیئے گئے۔ آہ! کب وہ وقت آئے گا جب یہ بندہ مجبور چھوڑا جائے گا، اور مدینہ پاک سے ہم قریب ہوں گے۔

۱۹۔ اپنی کوتاہیوں، اپنے افلاس اور فقر کے ساتھ یا رسول اللہ! ہم آپ کی طرف بھاگ کر آنا چاہتے ہیں۔

۲۰۔ اپنی حرمت کے صدقے میں میرا ہاتھ پکڑیئے، اس دن جب سب سے حساب لیا جائے گا۔ ہم اس دن کے لئے آپ ہی کی شفاعت سے آس لگائے ہوئے ہیں۔

۲۱۔ آپ کی مدح کر کے اللہ سے اپنی مغفرت کا طالب ہوں، اگرچہ ایسا بندہ ہوں جس سے عمر بھر لغزشیں ہی ہوتی رہی ہیں۔